البقرۃ : 229

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ (طلاق [رجعی] دو مرتبہ ہے)

اس آیت میں طلاق اور خلع کے مسئلے پر بات کی گئی ہے

یہاں سے اب طلاق دینے کے کچھ آداب اور احکامات بتائے جا رہے ہیں۔ نکاح ایک معاہدہ ہے۔ دو افراد کے درمیان ایک گرہ ہے اور طلاق اس گرہ کو کھولنے کا نام ہے۔ نکاح اسلیے کیا جاتا ہے کہ دو افراد مل کر ایک خاندان کو وجود میں لائیں۔ اسلام میں نکاح ایک سنجیدہ عمل کا نام ہے۔ یہ محض وقت گزارنے یا سیر تفریح کے لیے نہیں ہے۔ یہ کسی وقتی مسئلے کے حل کے لیے نہیں ہے بلکہ زندگی بھر کا ساتھ نبھانے، نسلِ انسانی کی تخلیق اور تربیت کے لیے ہیں۔ اسلیے میاں بیوی ایکدوسرے کے حقوق پورے پورے ادا کرنے کی کوشش کریں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑا نہ ہو۔ چونکہ دینِ اسلام فطری دین ہے، انسانی ضروریات کو سمجھتا ہے اسلیے اس معاملے کو اتنا مشکل نہیں بنایا گیا کہ لوگوں کی زندگی مشکل ہو جائے۔ دین میں تمام ہدایات اور تعلیمات کو واضح کر دیا گیا وہ عبادات کے معاملے میں ہو یا نکاح و طلاق کے۔ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں لیکن کبھی کبھار انسان کی زندگی میں اسکی بھی ضرورت پیش آتی ہے۔

یاد رہے! بلا وجہ طلاق دینا یا بلا وجہ طلاق کا مطالبہ کرنا یا خلع دینا ناپسندیدہ ہے۔

ہاں! اگر ڈر یہ ہو کہ اللہ کے حدود قائم نہیں رہیں گی ایسی صورت میں پھر طلاق کی رخصت ہے۔

یہاں اب طلاق رجعی کا طریقہ بتایا جا رہا ہے۔ یعنی ایسی طلاق جس میں رجوع کیا جا سکتا ہے اس میں صرف دو مواقع (chances) دیئے گئے ہیں۔ تیسری بار اگر طلاق دے دی تو پھر رخصت کرنا ہوگا۔ پھر رجوع نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی مذاق میں بھی طلاق دیتا ہے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ ابو داؤد (حسن): رسولؐ نے فرمایا "تین چیزیں ایسی ہیں کہ انھیں چاہے سنجیدگی سے کیا جائے یا ہنسی مذاق میں۔ ان کا اعتبار ہوگا (وہ واقع ہو جاتی ہے)۔ وہ ہیں: نکاح، طلاق اور رجعت (رجوع)"

طلاق کے اقسام :-

I> طلاقِ مسنون / طلاق جائزہ۔ شوہر بیوی کو حالتِ طہر میں (حمل کی حالت میں یا) بغیر ہمبستری کئے ایک بار طلاق دے۔ ایک دفعہ طلاق دینے سے بیوی الگ ہو سکتی ہے۔ اب عورت کی عدت شروع ہوگی۔ پہلا طہر گزرا، حیض ختم ہوئے پھر دوسرا طہر شروع ہوا حیض شروع ہو کر ختم ہوئے پھر تیسرا طہر شروع ہوا حیض شروع ہوا پھر ختم ہوئے۔ یہ اسکی عدت ہے۔ عدت کے دوران عورت اپنے شوہر کے گھر رہیگی۔ شوہر کے لیے زیب و زینت کریگی۔ شوہر کو منانے کی کوشش کریگی۔ اگر شوہر مان جاتا ہے تو دوبارہ دونوں کا رشتہ قائم ہوگا۔ اگر شوہر نے ایک طلاق دی تھی تو رجوع والی طلاق کا اب ایک ہی موقع بچتا ہے۔ اگر دوسرا طلاق دیتا ہے تو اب رجوع کرنے کا موقع نہیں رہیگا۔ تیسرے طلاق کے بعد وہ اسکی بیوی نہیں رہیگی۔

طلاقِ احسن ← طہر کی حالت میں ایک طلاق دے کر پوری عدت گزر جانے دے۔ اس سے نیا نکاح ممکن ہے۔ طلاقِ حسن ← پہلا طہر میں ایک طلاق پھر دوسرے میں دوسری اور تیسرے میں تیسری طلاق بائن۔

II> بدعی طلاق : حیض کی حالت میں (بیوی کا حمل واضح ہونے سے پہلے یا) طلاق دینا بدعی طلاق میں آتا ہے۔ ایسا کرنے سے طلاق ہو تو جائیگی لیکن ایسا کرنا ناپسندیدہ ہے۔ اور ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ دفعہ طلاق کا لفظ بولنا مکروہ ہے (طلاق طلاق طلاق)۔ تین دفعہ اکھٹے کہنے کی ضرورت نہیں۔ اگر ایک دفعہ بھی کہہ دے تو طلاق واقع ہوگی۔ نسائی: رسولؐ کو ایک ایسے شخص کے بارے میں بتایا گیا جس نے اپنی بیوی کو اکھٹی تین طلاق دی تھیں۔ تو رسولؐ غصے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا "تمہارے درمیان میری موجودگی میں ہی وہ اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیل رہا ہے"۔ چنانچہ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا "اے اللہ کے رسولؐ! کیا میں اسے قتل نہ کردوں؟" * مرتان کے بارے میں Footnote نیچے دیکھیے۔

شانِ نزول :- عروہؓ بن زبیر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نہ تو کبھی تجھے طلاق دوں گا اور نہ کبھی اپنے گھر بساؤں گا۔ اس نے پوچھا کہ وہ کیسے؟ کہنے لگا کہ تجھے طلاق دوں گا اور جب عدت ختم ہونے کے قریب آ جائیگی تو رجوع کر لوں گا۔ چنانچہ اس نے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا تذکرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی۔ (تفسیر ابن ابی حاتم اور تفسیر الطبری، ترمذی [حسن])

کہا گیا کہ طلاق 2 مرتبہ ہے۔ ایک حد رکھ دی گئی۔ جاہلیت میں شوہر بیوی کو 100 سے زیادہ بار طلاق دیتا تو بھی وہ اسکی بیوی ہی رہتی۔ اسطرح عورتوں کو ستایا جاتا۔ اسلام نے صرف دو رجوع کرنے کے مواقع (chances) ہی دیئے۔ تیسری مرتبہ اگر طلاق دو گے تو رجوع اور نکاح نہیں ہو سکتا۔

فَاِمۡسَاكٌ ۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌ ۢ بِاِحۡسَانٍ (پھر یا تو (عورت کو) معروف طریقے سے روک لیا جائے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دیا جائے)

پہلے رکنے کی بات کی گئی اسکے بعد چھوڑنے کی بات کی گئی یعنی کوشش کرے کہ رشتہ ٹوٹنے نہ پائے۔ بہرحال رجعی طلاق کے بعد یا تو عورت کو معروف طریقے سے روکنا ہے یا اگر چھوڑنا ہے تو بھی بھلے طریقے سے چھوڑنا ہے۔ کچھ تحفے وغیرہ دے کر اسے جدا کر دے۔ انتہائی غصے، جذبات میں بھی احسان کا رویہ اختیار کرنے کا حکم ہے۔ ورنہ ہوتا یہ ہے کہ طلاق دینے سے پہلے ہی عورت کو گھر سے نکال دیا جاتا ہے۔ اس پر جھوٹے الزام لگائے جاتے ہیں۔ صرف عورت کی ہی غلطیاں بتائی جاتی ہے۔ عورت نے اپنے شوہر اور بچوں کے خاطر کی قربانیاں جو پہلے دی تھی وہ ایک غصے میں انسان سب بھول جاتا ہے۔ عورت کو تحفے دے کر جدا کرنے کی بات تو بہت دور، اسے بھی کبھار گالی گلوچ اور دھکے دے کر جدا کیا جاتا ہے۔ اِلّا ماشاءاللہ کچھ لوگ بھلے طریقے سے جدا کرتے ہیں۔ وہ ایکدوسرے کے عیب چھپاتے ہیں۔ مسلم :- "جو شخص کسی مسلمان کے عیب چھپائے گا، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت دونوں میں اسکے عیب چھپائے گا۔"

وَلَا يَحِلُّ لَـكُمۡ اَنۡ تَاۡخُذُوۡا مِمَّآ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ شَيۡـئًا (اور تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ تم انھیں جو دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لو)

اگر مرد طلاق دے رہا ہے تو اسکے لیے جائز نہیں کہ وہ عورت سے مہر یا تحفے واپس لے لے۔ یہاں جو لفظ شَيۡـئًا آیا ہے وہ عموم کے لیے آیا ہے یعنی مہر کے علاوہ تحفے وغیرہ واپس نہیں لے سکتا۔ اور دوسری بات کوئی بھی چیز یعنی چھوٹی سی چھوٹی چیز ہی کیوں نہ ہو، شوہر عورت سے واپس نہیں لے سکتا۔ کسی کو تحفہ دے کر واپس لینا عام حالات میں بھی جائز نہیں۔ بخاری :- "اپنا تحفہ واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے پھر چاٹ جاتا ہے"۔ طلاق دینے والے شوہر کے لیے یہ اور بھی شرمناک بات ہے کہ کسی زمانے میں اس نے جو اپنی بیوی کو تحفہ دیا تھا، رخصت کرتے وقت بجائے مزید کچھ دینے کے پہلے دیئے گئے تحفے کی بھی واپسی کا مطالبہ کرے۔

اِلَّاۤ اَنۡ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ (الا یہ کہ دونوں کو ڈر ہو کہ وہ اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے)

بیوی سے مہر یا تحفے ویسے تو واپس نہیں لینا ہے سوائے یہ کہ دونوں کو یہ خوف ہو کہ وہ دونوں اللہ کے حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے۔ خلع میں واپس لیا جا سکتا ہے۔ حُدُوۡدَ اللّٰهِ اللہ کی حدیں یہ ہیں کہ میاں بیوی کے آپس میں جو حقوق ہوتے ہیں، اسے حدود اللہ کہا گیا۔ یعنی شوہر یا بیوی کو ایکدوسرے کے جو حقوق ادا کرنے ہیں وہ صرف شوہر یا بیوی کے ہی حقوق نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کا بھی حق ہے۔ اگر دونوں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کوتاہی کر رہے ہیں تو اس پر صرف وہ دونوں ہی نہیں بلکہ اللہ بھی اسکی پکڑ کرے گا۔ کیونکہ یہ حقوق اللہ نے طے کئے ہیں۔ اسی لیے حقوق العباد بھی اصل میں حقوق اللہ کا حصہ ہوتے ہیں۔ اگر شوہر اپنی بیوی کو مار رہا ہے، اس پر ظلم کر رہا ہے، اسکی بے عزتی کر رہا ہے تو شوہر اللہ کی نافرمانی کر رہا ہے۔ اسطرح وہ اللہ کے حدود توڑ رہا ہے۔ ابن ماجہ (حسن) :- نبیؐ نے فرمایا "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لیے بہتر ہو۔ اور میں اپنے اہل وعیال کے لیے تم میں سب سے بہتر ہوں"۔ اسی طرح اگر بیوی اپنے شوہر کی عزت نہیں کرتی، شوہر سے بدتمیزی کرتی ہے، شوہر کے ضروریات کا خیال نہیں رکھتی یا شوہر کی شہوانی خواہش پوری نہیں کرتی تو وہ بیوی اللہ کی نافرمانی کر رہی ہے۔ بخاری :- جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے (ناراضگی کی وجہ سے) انکار کر دے تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت بھیجتے ہیں"۔ اسی طرح ترمذی (حسن) :- رسولؐ نے فرمایا "اگر کسی کو کسی دوسرے کے سامنے سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے"۔ اگر میاں بیوی ایکدوسرے کے حقوق ادا نہیں کر رہے ہیں تو وہ اللہ کے حدود کو قائم نہیں کر رہے ہیں۔ یہ دونوں صرف ایکدوسرے کے مجرم نہیں ہیں بلکہ اللہ کے بھی مجرم ہے۔

فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا يُقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَا فِيۡمَا افۡتَدَتۡ بِهٖ (پس اگر تمھیں ڈر ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ عورت فدیے میں وہ مال دے (کر خلع حاصل کر لے)۔

پھر اگر تم سبھی (رشتہ دار، ماں باپ، قاضی یا عدالت) کو ایسا لگ رہا ہے کہ یہ میاں بیوی اللہ کی حدیں قائم نہیں کر سکتے۔ دونوں کو ایکدوسرے سے ایسی نفرت ہو گئی ہے کہ وہ دونوں ایکدوسرے کے ساتھ نہیں رہ سکتے تو ان میاں بیوی پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ بیوی اپنے شوہر کو فدیہ دے اور شوہر وہ فدیہ لے لے۔ فدیہ = Ransome (کسی کو آزاد کرنے کے لیے جو پیسہ دیا جاتا ہے) - اب عورت اپنے شوہر کو فدیہ دے کر اپنے آپکو اسکے نکاح سے آزاد کریگی۔ اسے خلع کہتے ہیں۔ کیونکہ شوہر اپنی بیوی کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ شوہر اس خلع کو قبول کرے۔ خلع دو طرفہ ہوتی ہے۔ طلاق ایک طرفہ ہوتی ہے یعنی بیوی قبول کرے یا نہ کرے طلاق ہو جاتی ہے۔ اگر شوہر خلع قبول نہیں کرتا تو عورت قاضی کے پاس جائیگی لیکن قاضی پہلے یہ دیکھے گا کہ واقعتاً وہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہے یا نہیں۔ اگر مسئلہ صحیح میں بڑا ہے تو قاضی نکاح فسخ کر دے گا۔ خلع لینے کے لیے بیوی اپنے شوہر کو کہے گی کہ میں میرا مہر یا جو اور تحفے تھیں واپس کرتی ہوں اور تم سے خلع لے رہی ہوں۔ اگر شوہر نے قبول کیا تو ٹھیک ہے۔ اس میں شوہر کہے گا کہ "میں نے خلع دیا"

ویسے تو شوہر مہر یا تحفے واپس نہیں لے سکتا لیکن خلع والی صورت میں شوہر واپس لے سکتا ہے۔ اس بات پر علماء کا اختلاف ہے کہ خلع میں بیوی اتنا ہی پیسہ واپس کریگی جتنا اس نے مہر میں لیا ہے یا مہر سے زیادہ یا کم۔ اس آیت میں چونکہ کہا گیا فِيۡمَا افۡتَدَتۡ بِهٖ یعنی جو بھی فدیہ دے کر وہ آزادی حاصل کرنا چاہتی ہے، وہ لے سکتا ہے۔ "مَا" عموم کے لیے آتا ہے۔ اسی لیے کچھ علماء کی رائے یہ ہے کہ شوہر مہر سے زیادہ کا مطالبہ کر سکتا ہے اور کچھ علماء کہتے ہیں کہ شوہر مہر سے زیادہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ زیادہ کا مطالبہ مکروہ ہے۔ بخاری :- ثابت بن قیسؓ کی بیوی رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگی "یا رسولؐ اللہ! مجھے ثابت کے دین اور انکے اخلاق کی وجہ سے کوئی شکایت نہیں ہے لیکن میں ان کے ساتھ گزارہ نہیں کر سکتی"۔ رسولؐ نے اس پر فرمایا "پھر کیا تم انکا باغ (جو انھوں نے مہر میں دیا تھا) واپس کر سکتی ہو؟" انھوں نے کہا "جی ہاں"۔ پھر انھوں نے وہ باغ واپس کر دیا اور رسولؐ کے حکم سے ثابتؓ نے انھیں اپنے سے جدا کر دیا۔ یعنی انھوں نے اپنے شوہر کا مہر واپس کر دیا اور خلع لیا۔ مہر سے زیادہ مال نہیں دیا۔ بہرحال شوہر اگر چاہے تو مہر معاف بھی کر سکتا ہے یعنی بغیر مہر لیے اسے خلع دے سکتا ہے۔ اور ایک بات خلع والی عورت کے عدت کے بارے میں: ابو داؤد: ثابتؓ بن قیس کی بیوی نے ان سے خلع کر لیا تو نبیؐ نے اسکی عدت ایک حیض مقرر کی۔ خلع کے بعد شوہر رجوع نہیں کر سکتا کیونکہ عورت نے خود خلع لی، شوہر نے طلاق نہیں دی تھی۔

تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ فَلَا تَعۡتَدُوۡهَا (یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ سو تم ان سے آگے نہ بڑھو)

نکاح، طلاق، خلع وغیرہ کے احکام اللہ نے بتا دیئے ہے۔ اِن معاملات میں اپنی مرضی نہیں چلے گی۔ بلکہ اللہ کے بتائے گئے طریقے سے ہی معاملات کئے جائیں گے۔ اسلیے یہ سارے مسائل صحیح سیکھنے کی ضرورت ہے۔ کبھی کبھار عورت کی طلاق یا خلع نہیں ہوئی ہوتی لیکن لاعلمی میں وہ کسی اور مرد سے شادی کر لیتی ہے۔ یاد رہے! اللہ نے کچھ حدیں رکھی ہیں۔ طلاق، خلع وغیرہ دینے کا طریقہ اللہ نے طے کیا ہے اسلیے اسے معلوم کرو کہ اللہ نے حدیں کیا ہیں۔ ان حدود کے آگے مت بڑھو۔

وَمَنۡ يَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ (اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے تجاوز کرتے ہیں، وہی ظالم ہیں)

اللہ نے جو طریقہ بتایا ہے اسی طریقے سے طلاق ہوگی۔ اللہ نے طلاق دینے کی بھی حد قائم کی ہے۔ عورت کو لٹکا کر رکھنا، اسے ستانے کے لیے روک رکھنا یا برے طریقے سے جدا کرنا، اسے طلاق دے کر اس سے مہر یا تحفے واپس لینا یہ اللہ کے حدود کو توڑنا ہے۔ ہاں! مہر اس وقت واپس لی جا سکتی جب عورت خلع لے یا ایسی عورت سے بھی آدھی واپس لی جا سکتی ہے جس سے نکاح ہوا لیکن دخول یا خلوت سے پہلے طلاق ہو گئی ہو۔ جو بھی اللہ کے اِن تمام احکامات کے حدود سے آگے بڑھے گا وہ بالکل بھی ظالم ہوگا۔

* **مرتان :-** یہ مرۃ کا تثنیہ ہے۔ جسکے معنی یہ ہے کہ ایک مرتبہ کے بعد دوسری مرتبہ۔ یعنی وقفہ کے ساتھ۔ یہ معنی نہیں ہے کہ اکٹھی طلاقیں۔ جیسے ڈاکٹر دوائی جب لکھ کر دیتا ہے تو لکھتا ہے ثلاث مرات یعنی 3 اوقات میں دوائی کھانا۔ ایک ساتھ تین دوائی معنی نہیں ہوتا بلکہ وقفے کے ساتھ۔

النور: 58 ← يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لِيَسۡتَاْذِنۡكُمُ الَّذِيۡنَ مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ وَالَّذِيۡنَ لَمۡ يَبۡلُغُوا الۡحُلُمَ مِنۡكُمۡ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ (اے ایمان والوں! چاہیے کہ تمہارے غلام اور بچے جو ابھی بلوغت کو نہ پہنچے ہوں [گھروں میں داخل ہوتے وقت] تین بار تم سے اجازت لے) اس آیت میں لفظ مرات یہ مرۃ کی جمع ہے۔ اس لفظ کے بعد تین اوقات بیان کئے گئے ہیں جن میں وقفہ ہے۔ نہ کہ اکھٹے ہیں۔ یعنی ایک مرتبہ فجر سے پہلے، دوسری مرتبہ دوپہر کو اور تیسری مرتبہ نمازِ عشاء کے بعد۔ اس لیے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ کا مطلب وقفے کے ساتھ طلاق دینا مراد ہے نہ کہ اکھٹے۔